سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۱۱

رمضان ماہِ تقویٰ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱۱

رمضان ماہِ تقویٰ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حکیم الامت حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ	: رمضان ماہِ تقویٰ
واعظ	:عارف باللہ مجدِدِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ	: رمضان المبارک ۱۹۷۹ء تا ۲۰۰۰ء-۱۴۰۹ھ تا ۱۴۲۰ھ
ترتیب و تصحیح	: جناب سید عمران فیصل صاحب خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ اشاعت	: ۲/ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات
زیرِ اہتمام	:شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080اور+92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشرواشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

پیش لفظ ۶

رمضان سے گھبرانا نہیں چاہیے ۸

روزہ کی فرضیت میں اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کا ظہور ۹

روزہ داروں کے لیے ایک عظیم انعام ۱۰

روزہ داروں کے لیے دو خوشیاں ۱۰

سحری کھانے کی فضیلت ۱۱

نامراد اور بامراد لوگ ۱۲

جبرئیل علیہ السلام کی بد دعا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین ۱۲

روزہ کی فرضیت کا مقصد ۱۳

ایک مہینہ تقویٰ سے رہنے کی مشق ۱۵

رمضان شریف میں صحبت اہل اللہ کا فائدہ ۱۷

رمضان کی قدر کرلیجیے ۱۸

رمضان کے چار خصوصی اعمال ۱۸

ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنے کی فضیلت ۱۹

تلاوت کی کثرت ۲۱

کثرتِ دعا کا اہتمام ۲۲

اُجرت پر تراویح پڑھانے کا حکم ۲۴

www.khanqah.org

تلاوتِ قرآن پاک کی ایک سنت ۲۶

اعتکاف کے ایک حکم کی عجیب و غریب شرح ۲۶

شبِ قدر کا اعتبار ظہورِ قمر سے ہوتا ہے ۲۸

اجتماعی ذکر میں لائٹ بند کرکے رونے کی حقیقت ۲۸

دعائے شبِ قدر کی عالمانہ اور عاشقانہ شرح ۲۹

کریم کی پہلی تعریف ۳۲

کریم کی دوسری تعریف ۳۳

کریم کی تیسری تعریف ۳۳

کریم کی چوتھی تعریف ۳۳

رمضان کے آخری ایام کی برکتیں بھی سمیٹ لیجیے ۳۵

عید گاہ میں نفل نماز کی ادائیگی کا مسئلہ ۳۵

عید گاہ میں مصافحہ و معانقہ سے پرہیز کریں ۳۶

رمضان کے جانے کا افسوس نہیں کرنا چاہیے ۳۸

رمضان کا جوش عارضی ثابت نہ ہو ۳۸

❋❋❋❋

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے

اللہ ﷻ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

www.khanqah.org

پیش لفظ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہمارے گمان اقرب الیٰ الیقین کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اولیاء صدیقین کاملین کی نسبتِ عظمیٰ عطا فرمائی تھی، اپنی محبت سے جلا بھنا دل اور اپنے عشق میں مرغِ بسمل کی طرح تڑپتی ہوئی وہ روح عطا فرمائی تھی جس نے ایک عالم میں غلغلہ مچادیا۔ اللہ تعالیٰ کی وہ داستانِ محبت جو اولیاء کرام کے سینوں کو عطا ہوتی ہے وہ رازِ پنہاں حضرت والا نے اپنے درد بھرے بیانات کے ذریعہ سرِ عام نہاں فرمادیئے۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے انوارِ باطن حضرت والا کے ظاہری سراپے کا احاطہ کیے ہوئے تھے، یہی وجہ تھی کہ جو حضرت کو ایک نظر دیکھتا نظر ہٹانا بھول جاتا، آپ کی مجلس میں بیٹھتا تو گناہوں کی مجالس کا راستہ بھول جاتا، آپ کے قلبِ سلیم سے اپنے قلبِ سقیم کو پیوستہ کرتا تو فاسقِ باہی وجاہی سے عاشقِ الٰہی بن جاتا۔

حضرت والا کی عمرِ مبارک اسی فکر مبارک میں گزری تھی کہ ساری امت محمدیہ، شریعتِ محمدیہ پر عمل پیرا ہو کر حاملِ نورِ محمدیہ ہو جائے۔ اس فکر کو امت میں منتقل کرنے کے لیے حضرت والا نے اللہ تعالیٰ کے عشق میں ڈوبے ہوئے بے شمار بیانات ارشاد فرمائے جن میں تصوف کے نکات کو مغلوب اور شریعت کو غالب رکھا۔ بقول حضرت والا کہ ”تصوف نام ہے احکامِ شریعت کو محبت سے ادا کرنے کا“ احکامِ شریعت میں سب سے اونچا درجہ فرائض کا ہے، اور نماز کے بعد دوسرا اہم فریضہ رمضان کے فرض روزے کا ہے۔

زیرِ نظر کتاب حضرت والا کے مختلف بیانات سے اخذ کیے گئے ارشادات کا مجموعہ ہے جو رمضان کے مختلف احکامات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ان ارشادات کو جمع کرنے کے بعد وعظ کی شکل میں مرتب کر کے افادۂ عام کے لیے شایع کیا جارہا ہے۔

کتاب کے شروع میں ان بیانات کی فہرست بھی دی گئی ہے جن سے یہ ارشادات منتخب کیے گئے ہیں۔ یہ سارے بیانات سی ڈیز میں اور خانقاہ کی ویب سائٹ پر موجود ہیں، ابھی کتابی شکل میں منظرِ عام پر نہیں آئے ہیں۔

الحمدللہ! اب ان بیانات کو طباعت کے زیور سے آراستہ کرنے کے مراحل حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم کی ذاتی توجہ اور دلچسپی کے باعث انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ طے پارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے وہ تمام بیانات جو کیسٹس اور سی ڈیز کی صورت میں محفوظ ہیں جلد از جلد کتابی شکل میں چھپ جائیں اور امت کے لیے نافع ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس وعظ کو جمع کرنے اور اس کی ترتیب و تصحیح کرنے کی کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں، اسے امت کے لیے نافع بنائیں اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں، آمین۔

مرتب:

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

❁❁❁❁

دیدۂ اشکبار دیدہ

لذتِ قربِ خدا مست گریہ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدہ اشکبار دیدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اختر

www.khanqah.org

رمضان ماہِ تقویٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ [۱]

وَقَالَ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ [۲]

رمضان سے گھبرانا نہیں چاہیے

لوگ رمضان سے بہت ڈرتے ہیں۔ ایک گاؤں میں مولوی صاحب نے کہا کہ رمضان آنے والا ہے، اب روزہ رکھنا پڑے گا۔ وہاں کے دیہاتی ایسے جاہل تھے کہ پوچھنے لگے روزہ میں کیا ہوتا ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ صبح سے شام تک کھانے پینے کو کچھ نہیں ملے گا اور مغرب کے وقت روزہ کھولنا ہوگا۔ دیہاتی کہنے لگے کہ دن بھر کچھ بھی کھانے کو نہیں ملے گا، پانی بھی نہیں پی سکتے؟ کہا کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ روزہ فرض کیسے ہوتا ہے؟ مولوی صاحب کہنے لگے کہ مغرب کی طرف سے رمضان آتا ہے، اسی کی وجہ سے روزہ فرض ہوتا ہے، انہوں نے چاند کا لفظ نہیں کہا، جب دیہاتیوں نے پوچھا کہ رمضان کدھر سے آتا ہے، تو یہ کہا کہ مغرب کی طرف سے آتا ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ رمضان کس دن آتا ہے؟ کہا

۱؎ التوبۃ:۱۱۹

۲؎ البقرۃ:۱۸۳

کہ ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو سورج غروب ہونے کے بعد آتا ہے۔ بس مولوی صاحب تو چلے گئے اور ۲۹ شعبان کو سب دیہاتی لاٹھی لے کر دوڑے کہ رمضان کو مار ڈالو پھر روزہ فرض ہی نہیں ہوگا۔ اب رمضان کو لاٹھی سے مارنے کے لیے سب لوگ گاؤں سے باہر نکلے تاکہ نہ رمضان آئے اور نہ روزہ فرض ہو، مولوی صاحب سے پوچھ ہی لیا تھا کہ رمضان مغرب کی طرف سے آئے گا۔ جب وہ مغرب کی طرف پہنچے تو دیکھا کہ ایک اونٹ والا آرہا ہے اور سورج ڈوب رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اے اونٹ والے! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا کہ میرا نام رمضان علی ہے۔ بس سب نے کہا کہ یہی ہے رمضان، یہی روزہ فرض کرے گا، تو اس کی خوب پٹائی کی، اب وہ جان بچا کر بھاگا کہ پتا نہیں یہ مجھے کیوں مار رہے ہیں۔

ایک مہینے کے بعد مولوی صاحب پھر آئے اور وعظ کہنے لگے اور فرمایا کہ بھائیو! تم لوگوں نے روزہ رکھا؟ کہنے لگے کہ ہم نے تو رمضان کو ہی آنے نہیں دیا، مار مار کر بھگا دیا۔

روزہ کی فرضیت میں اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کا ظہور

تو رمضان ڈرنے کا مہینہ نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کو جس طرح بیان فرمایا ہے یہ بھی اللہ کے اللہ ہونے کی دلیل ہے کہ وہ حاکم محض نہیں ہے ارحم الراحمین بھی ہے۔ جو حاکم ہوتا ہے وہ تو مارشل لا کی سی بات کرے گا کہ روزہ رکھنا پڑے گا، خبردار! کھال کھنچوا دوں گا، بھوسہ بھروا دوں گا لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کتنے پیارے انداز میں فرمایا کہ یَاۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔ یعنی گھبرانا مت، یہ کوئی مشکل چیز نہیں ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ پچھلے لوگوں پر روزہ کے فرض ہونے کا تذکرہ کرنا اپنے غلاموں پر روزہ کو آسان کرنے کی تدبیر ہے کہ روزہ کوئی ایسی مشکل چیز نہیں ہے کہ سحر سے لے کر غروب تک خالی پیٹ رہنے سے کوئی مر جائے گا، تم سے پہلے بھی لوگ روزہ سے رہے ہیں، روزہ بھی رکھا اور زندہ بھی رہے، لہٰذا اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت! تم پریشان نہ ہونا، مشقت تھوڑی سی ہے لیکن اس کا انعام بہت بڑا ہے۔ جس کو دنیا میں بڑا انعام

مل جائے تو بڑی سے بڑی مشقت اُٹھانے کو تیار ہو جاتا ہے مثلاً جون کا مہینہ ہے، گرمی شدید ہے، لُو چل رہی ہے اور حکومت نے اعلان کر دیا کہ جو اس وقت کیماڑی تک پیدل جائے گا اُس کو پیٹرول پمپ کا ایک پلاٹ ملے گا جو پچاس لاکھ کا ہو گا اور مفت میں ملے گا۔ تو اس وقت کتنے لوگ جو اے سی میں بیٹھے ہوں گے اے سی سے کہیں گے تیری ایسی تیسی۔

روزہ داروں کے لیے ایک عظیم انعام

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بہشتی زیور میں روزہ کے باب میں لکھا ہے کہ روزہ داروں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کے نیچے بلائے گا اور فرمائے گا کہ اے رمضان کے روزے رکھنے والو! تم ہمارے مہمان ہو، کیوں کہ تم نے اپنا پیٹ جلایا تھا، کھانا ہوتے ہوئے بھی ہمارے خوف سے نہیں کھایا تھا، تم ہمارے عرش کے نیچے آؤ، تمہارے لیے دستر خوان بچھایا جائے گا۔[۳]

قیامت کے دن جب اور لوگوں کا حساب کتاب ہو رہا ہو گا اور سورج کی گرمی سے کھوپڑی کھول رہی ہو گی تو روزہ داروں کے لیے عرش کے سائے میں دستر خوان بچھے گا۔ جہاں عرش کا سایہ ہو گا وہاں حساب نہیں ہو گا اور جہاں حساب ہو گا وہاں سایہ نہیں ہو گا لہٰذا عرش کا سایہ ملنا یہ دلیل ہے کہ سائے والے سب جنت میں جائیں گے کیوں کہ جہاں سایہ ہو گا وہاں حساب نہیں ہو گا اور جہاں حساب ہو گا وہاں سایہ نہیں ہو گا۔

روزہ داروں کے لیے دو خوشیاں

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ روزہ داروں کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک دنیا میں افطار کے وقت اور دوسری قیامت کے دن جب وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے۔ افطار میں روزہ دار کو اتنا مزہ آتا ہے کہ روزہ خور اس سے محروم ہوتا ہے۔ افطاری کے وقت روزہ دار اور غیر روزہ دار کے چہرے سے پہچان لوگے۔ اگر کسی نے روزہ نہیں رکھا لیکن پھر بھی کھا رہا ہے کہ یار دہی بڑا کون چھوڑے تو اُس کا چہرہ بتا دے گا کہ اس ظالم نے روزہ نہیں رکھا۔ روزہ دار کے چہرے پر ایک نور ہوتا ہے، ایک چمک ہوتی ہے۔

۳؎ اخرجہ ابن ابی الدنیا فی کتاب الجوع

اب ایک بات اور کہ افطاری کی دعوتوں کی وجہ سے جماعت کی نماز چھوڑنا جائز نہیں۔ کہیں افطار کی دعوت ہو جس کا نام افطار پارٹی ہے وہاں سموسہ، دہی بڑا وغیرہ کی ڈش اور فش ہوتی ہے لہٰذا کبھی بھی افطاری کے لیے جماعت کی نماز مت چھوڑو۔ تھوڑی سی کھجور وغیرہ سے افطاری کرکے پانی پی لو۔ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ کے آؤ اور اطمینان سے کھاؤ۔ جلدی جلدی کھانے میں مزہ بھی نہیں آتا، لہٰذا دعوت دینے والے سے پہلے ہی طے کرلو کہ بھئی! ہم جماعت سے نماز پڑھیں گے، پھر آپ کے افطار کا جتنا بھی سامان ہوا ہم سمیٹنے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے تاکہ میزبان بھی خوش ہوجائے ورنہ بے چارہ ڈرے گا کہ اتنی محنت سے پکوایا اور یہ سب جارہے ہیں۔ اس لیے اُس سے پہلے ہی بات کرلو کہ ابھی جماعت سے نماز پڑھ کر آتے ہیں، پھر آکے خوب کھاؤ، چاہے عشائیہ نہ کھاؤ، افطاریہ ہی کھالو۔ لیکن افطاری میں اتنا ہوس سے اور ہبک کے کھانا جس سے سجدے میں حلق سے دہی بڑا نکلنے لگے جائز نہیں۔ خود تو سجدہ میں جاتے ہوئے کہہ رہے ہیں اللہ اکبر، اللہ بڑا ہے، اُدھر دہی بڑا کہہ رہا ہے کہ میرا نام بھی دہی بڑا ہے، پہلے میں نکلوں گا۔ تو اتنا کھانے کی ضرورت کیا ہے، اتنا کھاؤ کہ تراویح پڑھ سکو، یہ نہیں کہ کھاکے نیند آگئی اور عشاء اور تراویح غائب یا کھٹی ڈکاریں آرہی ہیں، چورن کھارہے ہیں اور سیون اَپ پی رہے ہیں، اتنا کھاؤ جتنی بھوک ہے جو ہضم کرلو، معدے کو تکلیف دینا بھی حرام ہے۔

سحری کھانے کی فضیلت

جو لوگ عاشقِ نیند ہیں یا نیند کے بادشاہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسے ہی سحری کھائے بغیر روزہ رکھ لیں گے، لیکن یہ بڑی محرومی کی بات ہے کیوں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللهَ وَمَلَا ئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ[۷] جو سحری کھاتے ہیں ان پر اللہ کی رحمت برستی ہے اور فرشتے ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

یہ اللہ کی رحمت کا عجیب معاملہ ہے جیسے شادی بھی ہورہی ہے اور کھجوریں بھی بٹ رہی ہیں، یعنی سحری کھانے کا مزہ بھی آرہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی برس رہی ہے اور فرشتے دعائے مغفرت بھی کررہے ہیں۔

---

۷ صحیح ابن حبان ۸/۲۴۵، (۳۴۶۷)

سحری کے وقت شیطان ڈراتا ہے کہ دن بھر کیسے پار ہوگا، مغرب تک تو کھانا نہیں ملے گا، اس لیے خوب سحری ٹھونس لو، ڈبل اسٹوری بھر لو، فرسٹ فلور بھی بھر لو، سیکنڈ فلور بھی بھر لو، بیسمینٹ(basement) بھی بھر لو، چاہے دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی رہیں، لٰہذا اتنا نہ کھاؤ، اللہ پر بھروسہ رکھو، اتنا کھاؤ جو ہضم ہوجائے تو طاقت زیادہ رہے گی۔ تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے زیادہ کھالیا تاکہ دن بھر بھوک نہیں لگے، اُن کو زیادہ کمزوری محسوس ہوئی، معدے کا نظام خراب ہوگیا، دن بھر کھٹی ڈکاریں آئیں اور کمزوری زیادہ ہوئی۔ سحری کھانا سنت ہے۔ اگر اتنا ضروری ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم واجب کردیتے لٰہذا سنت میں اتنی زیادہ محنت مت کرو کہ ٹھونسا ٹھونس مچادو۔ ایک کھجور کھاکر پانی پینے سے بھی سنت ادا ہوجائے گی۔ اگر سحری میں کھانے کے لیے کچھ نہ ہو یا بھوک نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی سے بھی سنت ادا ہوسکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس سنت کو اتنا آسان فرمادیا پھر آپ کیوں اتنی زیادہ زحمت فرماتے ہیں، اللہ پر بھروسہ رکھو، اللہ تعالیٰ روزے کو آسان فرمادیتے ہیں، لٰہذا گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔

نامراد اور بامراد لوگ

رمضان شریف کے بعد جب عید کا چاند نظر آئے گا تو دو قسم کے لوگ ہوجائیں گے، ایک وہ لوگ جنہوں نے آہ وزاری کرکے، گریہ وزاری کرکے، ندامت کے آنسو بہاکر اللہ پاک کو خوش اور راضی کرلیا اور اپنے گناہوں کی معاف کرالی، یہ بخشے بخشائے لوگ ہیں، یہ بامراد لوگ ہیں۔ اور کچھ لوگ نامراد ہوں گے، جس دن عید کا چاند نظر آئے گا تو ایک طبقہ ایسا ہوگا جو نامراد ہوگا، جس نے اس مبارک مہینے میں بھی گناہ نہیں چھوڑا ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی درخواست کرکے ان کو رو رو کر راضی نہیں کیا ہوگا۔

جبرئیل علیہ السلام کی بددعا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے نالائقوں کے لیے بددعا بھی ہے۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر دوسرا قدم رکھا اور

فرمایا آمین، پھر تیسرا قدم رکھا اور فرمایا آمین۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے پوچھا کہ آج یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور انہوں نے تین بددعائیں دیں جن پر میں نے آمین کہا۔

پہلی بددعا یہ دی کہ وہ شخص نامراد ہو جائے جو اپنے ماں باپ کو بڑھاپے میں پائے اور ان کی خدمت کر کے اپنی جنت کا انتظام نہ کرے، ایسے شخص کو اللہ نامراد کر دے۔ میں نے کہا آمین۔ تو جبرئیل علیہ السلام کی اس بددعا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین بھی شامل ہو گئی۔ لہٰذا جن کے ماں باپ ابھی زندہ ہیں اور بوڑھے ہو چکے ہیں، آج سے عہد کر لیجیے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کر کے ان کو خوش کرنا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے دوسری بددعا یہ دی کہ وہ شخص نامراد ہو جائے جو آپ کا نام سن کر آپ پر درود شریف نہ بھیجے (یعنی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنے اور آپ پر درود نہ بھیجے، ایسا شخص بھی نامراد ہو جائے۔) میں نے کہا آمین۔

اور تیسری بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ جبرئیل علیہ السلام نے تیسری بددعا یہ دی کہ جو رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور اللہ سے رو رو کر اپنی بخشش اور مغفرت نہ کرائے وہ بھی نامراد ہو۔ میں نے کہا آمین۔

لہٰذا اس رمضان میں اپنے اللہ کو رو رو کر راضی کرنے کی فکر کریں۔

روزہ کی فرضیت کا مقصد

اللہ تعالیٰ روزہ کی فرضیت کا مقصد بیان فرماتے ہیں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔ یعنی تم کو نفس اور شیطان کی غلامی سے نکلنے کی مشق ہو جائے، جب تم دن بھر حلال نہیں کھاؤ گے تو حرام کام یعنی گناہ کیسے کرو گے؟ بتائیے! پانی پینا حلال ہے یا نہیں؟ روٹی حلال ہے یا نہیں؟ لیکن اس مہینے تم کو حلال چھڑانے کی مشق کرائی جا رہی ہے تاکہ تم حرام کو آسانی سے چھوڑ دو۔

اگر کسی کاغذ کو موڑو اور پھر چاہو کہ اس پر پڑا ہوا نشان مٹ جائے تو دوسری طرف موڑنا پڑتا ہے۔ تو رمضان میں اللہ نے تیس دن کے لیے ہماری طبیعت کا رُخ دوسری طرف

موڑ دیا کہ تم حلال بھی نہ کھاؤ، پانی بھی نہ پیو، جب تمہارے اندر حلال چھوڑنے کی طاقت اور قوت آجائے گی تو تم حرام کام سے بدرجہ اولیٰ بچنے لگو گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! روزہ اس لیے فرض کررہا ہوں لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ تاکہ تم میرے دوست بن جاؤ، تقویٰ والے بن جاؤ، نفس اور شیطان کی غلامی سے نکل کر میرے فرماں بردار بن جاؤ۔ اللہ نے بندوں کو دوستی کا پیغام دیا ہے، ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو رمضان میں روزہ رکھے، پیٹ میں روٹی نہیں، پیٹ میں چارہ نہیں، جیسے مثل مشہور ہے کہ پیٹ میں پڑا چارہ تو اُچھلنے لگا بے چارہ، لیکن روزے میں جب پیٹ میں روٹی نہیں اور بوٹی بھی نہیں اس کے باوجود بھی اگر کوئی روزہ رکھ کر وی سی آر، سینما اور عورتوں کو یا کسی امرد کو بری نظر سے دیکھتا ہے تو سمجھ لو کہ اس ظالم کی اصلاح نہیں ہوسکتی، اس کو تقویٰ والی حیات نہیں مل سکتی کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقصد کو پاش پاش کررہا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ روزہ کا مقصد بیان فرمارہے ہیں لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ یعنی روزہ اس لیے فرض کررہا ہوں تاکہ تم گناہ چھوڑ دو اور تم کو تقویٰ والی زندگی نصیب ہوجائے۔ مگر تم گناہ کرکے روزے کی فرضیت کے مقصد کو فوت کررہے ہو۔

دوستو! کسی کے پیٹ میں روزہ ہو پھر بھی وہ عورتوں کو دیکھتا ہے، پکچر، وی سی آر دیکھتا ہے یا دل میں گندے گندے خیالات پکاتا ہے تو یہ شخص لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ کی خلاف ورزی کررہا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ میں نے روزہ اس لیے فرض کیا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ، روزہ میں تمہارے نفس کی حلال غذا بھی ہم نے روک دی تاکہ تمہارے نفس کا شکنجہ ڈھیلا ہوجائے اور نفس دشمن کے ہتھکنڈوں سے تمہاری روح آزاد ہوجائے لیکن پیٹ میں غذا نہیں، بھوک اور پیاس سے نڈھال ہے مگر واہ رے سرکش انسان! تو پھر بھی اپنے گناہوں کے تقاضوں میں مست ہے۔

میں نے حیدرآباد دکن میں ایسے شیر دیکھے ہیں جن کو بہت دنوں سے کھانا اور گوشت نہیں ملا تھا، تو وہ بے چارے اتنے کمزور ہوگئے تھے کہ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے سانس بھی نہ لے رہے ہوں، ان کو بھوکا اسی لیے رکھا جاتا ہے تاکہ حملہ آور نہ ہوں۔ تو رمضان میں نفس کو اس

لیے بھوکا رکھا جاتا ہے تاکہ وہ گناہوں پر حملہ کرکے انہیں دبوچ نہ سکے چناں چہ رمضان شریف میں انسان کو گناہوں سے دور رہ کر ذکر و تلاوت، نوافل اور دیگر عبادات میں مشغول رہنا چاہیے۔

ایک مہینہ تقویٰ سے رہنے کی مشق

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کا کوئی بادشاہ اپنی رعایا کو دوست کہنے کے لیے تیار نہیں ہے، کہتا ہے کہ یہ سب ہماری رعایا ہے، زمین دار تک ایسے لوگوں کو دوست کہنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، وہ کہتا ہے کہ یہ ہماری زمین ہے اور ہماری زمین پر یہ سب ہمارے بسائے ہوئے لوگ ہیں، یہ دھوبی، حجام وغیرہ سب ہمارے بسائے ہوئے ہیں، تو وہ بھی انہیں دوست کہنے سے شرماتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہایت حقیر شے سے پیدا کرکے انسان بنایا پھر ایمان سے نوازا پھر فرمایا کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرلو تو ہم بغیر کسی بین الاقوامی اصول کا لحاظ کیے ہوئے تم کو اپنا دوست بنالیں گے، ہم تمام قوانین سے بالاتر ہیں، بین الاقوامی سلاطین اپنی رعایا کو اپنا ولی یا دوست نہیں کہتے لیکن اے میرے غلامو اور اے میرے بندو! ہم تمہیں اپنا ولی بنانے کے لیے تیار ہیں، کیوں کہ ہم کریم ہیں، ہم تمہیں اپنی دوستی کا تاج پہنانے کے لیے تیار ہیں، بس شرط یہ ہے کہ تم نفس اور شیطان کی غلامی سے نکل جاؤ اور نافرمانی اور گناہ چھوڑ دو۔ تو اس ایک مہینے کی ٹریننگ اور ایک مہینے کی مشق کے لیے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمادیا۔

بزرگوں نے لکھا ہے کہ جس کا رمضان جتنا اچھا گزرے گا، تقویٰ کے ساتھ گزرے گا، اللہ والی حیات کے ساتھ گزرے گا تو اس کی برکت ان شاء اللہ گیارہ مہینے تک رہے گی اور اگر رمضان کی بے حرمتی کی اور گناہوں سے اپنے نفس کی حفاظت نہیں کی تو گیارہ مہینے اس کا وبال بھگتنا پڑے گا۔ اس لیے خدا کے لیے آج سے ارادہ کرلیجیے بلکہ ابھی سے ارادہ کرلیجیے کہ اس پورے مہینے ایک گناہ نہیں کریں گے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے، کیا پیارا شعر کہا ہے؂

ظالم ابھی ہے فرصتِ توبہ نہ دیر کر
وہ ابھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

لہٰذا ابھی توبہ کرلو اور آج سے عہد بھی کرلو کہ کسی نامحرم عورت کو نہیں دیکھنا ہے، بد نظری نہیں کرنی ہے، وی سی آر نہیں دیکھنا ہے، جھوٹ نہیں بولنا ہے، یہاں تک کہ اپنے دل کو جو اللہ کا گھر ہے اس میں بھی گندے خیالات نہیں لانے ہیں، خیال خود سے آجائے تو معاف ہے مگر اسے جان بوجھ کر نہیں لانا ہے اور اس کو دل میں ٹھہرانا بھی نہیں ہے، جلدی سے دوزخ کا مراقبہ کرکے گندے خیالات کو بھگانا ہے تاکہ آنکھ بھی پاک رہے اور دل بھی پاک رہے، شیطان دل میں پرانے گناہوں کو یاد کراتا ہے، بس اس وقت دوزخ کے عذاب کو یاد کرلو، کسی مکروہ شکل کو یاد کرلو، قبر کے عذاب کو یاد کرلو، بہر حال اس دشمن کو آگے نہ بڑھنے دو۔

اگر دشمن کہے کہ مجھے آدھا گھنٹہ اپنے گھر میں رہنے دو تو آپ کہیں گے کہ اے دشمن اس میں بھی تیری کوئی چال ہے اس لیے ہم نہیں رہنے دیں گے۔ لہٰذا دل میں غیر اللہ کو مت بساؤ یعنی دل میں کسی حسین کا خیال مت ٹھہراؤ ؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بُتاں نہیں ہوتا

دل اللہ کا گھر ہے، بنارس کا مندر نہیں ہے، اس کو کعبہ بناؤ یعنی کعبہ والے کو دل میں رکھو، اللہ کو دل میں رکھو، ان شاء اللہ، دل چین سے رہے گا۔ اللہ سے بڑھ کر ہمارے دل کو چین اور آرام سے رکھنا دنیا میں کوئی نہیں جانتا ہے بلکہ دل کو چین سے رکھنے کی طاقت کسی مخلوق میں ہے ہی نہیں۔

دل میں ایک مہینے کا معاہدہ تو کرو، ایسا نور آئے گا کہ رمضان کے بعد بھی ان شاء اللہ اس نور سے محروم ہونے کو دل نہ چاہے گا۔ جو بڑی روشنی میں رہ لیتا ہے مثلاً ایک ہزار پاور کے بلب میں تو پھر چالیس پاور کے بلب میں اُس کو لوڈ شیڈنگ معلوم ہوگی۔ بس ایک مہینہ تقویٰ کے بڑے بلب میں رہ لو۔ ایک مہینہ کے لیے نفس کو آسانی سے منالو کہ بھئی! معاہدہ کرتے ہیں کہ نہ بد نظری کریں گے، نہ جھوٹ بولیں گے، نہ غیبت کریں گے اور خواتین یہ معاہدہ کرلیں کہ ہم ایک مہینہ بے پردہ نہیں نکلیں گی، پردہ سے نکلیں گی اور جھوٹ بھی نہیں بولیں گی، کسی کی غیبت بھی نہیں کریں گی اور گھر میں وی سی آر، ٹیلی ویژن بھی نہیں چلنے دیں گی۔ ایک مہینہ کا معاہدہ کرلو اور ہر روز اللہ تعالیٰ سے کہو کہ اے اللہ! ہم یہ مہینہ تقویٰ سے گزار رہے ہیں، آپ اس مہینے کا تقویٰ قبول کرکے گیارہ مہینے کے لیے بھی ہمیں متقی بنادیجیے۔

بس اس مہینے کا حق میرے دل میں آج یہی آیا ہے کہ میں آپ حضرات کو رمضان کے مبارک مہینے کے لیے آج ہی سے مستعد کردوں لہٰذا نفس کے گھوڑے کی لگام زبردست ٹائٹ کردی جائے تاکہ یہ ایک مہینہ اللہ کے نام پر فدا رہے۔ ایک مہینے کے لیے ان شاء اللہ نفس مان جائے گا کہ کوئی بات نہیں، چلو مولوی صاحب کی بات مان لو، ایک مہینہ کا معاملہ ہے۔ اس کا اثر ان شاء اللہ یہ ہوگا کہ ایک مہینہ جب تقویٰ کے نور میں رہیں گے تو رمضان کے بعد بھی گناہ کی ہمت نہیں ہوگی۔ اندھیروں سے مناسبت ختم ہو جائے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ احترامِ رمضان کے صدقے میں، **تَقْوٰی فِی رَمَضَانْ** کی برکت سے **تَقْوٰی فِی کُلِّ زَمَانْ** ہمیں دے دیں۔ جیسے حرمین شریفین میں جن لوگوں نے نظر کو بچایا اللہ نے اُن کو عجم میں بھی تقویٰ دے دیا اور **تَقْوٰی فِی الْحَرَمْ** ذریعہ بن گیا **تَقْوٰی فِی الْعَجَمْ** کا۔ ایسے ہی **تَقْوٰی فِی رَمَضَانْ** کو اللہ تعالیٰ سبب بنادیں گے **تَقْوٰی فِی غَیْرِ رَمَضَانْ** کے لیے بھی اور **وَفِی کُلِّ زَمَانْ** کے لیے بھی، یعنی غیر رمضان میں بھی سارے عالم میں جہاں بھی رہو گے ان شاء اللہ تقویٰ سے رہو گے۔

بتاؤ! راستہ بہت آسان ہوگیا ہے یا نہیں؟ لہٰذا سب لوگ آج ہی اپنے نفس سے ایک مہینہ کا معاہدہ کرلو اور تقویٰ کے بڑے پاور کے بلب میں رہنے کی مشق کرلو اور قبولیت کے اوقات میں دعا بھی کرتے رہو۔ تو اس مہینے میں تقویٰ سے رہنے کی مشق کرلو اور اپنی نگاہوں کی اتنی زیادہ حفاظت کرو کہ پورے مہینے میں ایک نظر بھی خراب نہ ہو۔ تو اللہ کی کریم ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان شریف کے اکرام کی برکت سے ہمیں باقی کے گیارہ مہینوں میں بھی متقی بنادیں گے۔

رمضان شریف میں صحبت اہل اللہ کا فائدہ

اگر اللہ تعالیٰ توفیق دیں تو کسی اللہ والے کے پاس رمضان گزار لو، تمہاری روح میں ڈبل انجن لگ جائیں گے۔ جب ریل کوئٹہ جاتی ہے تو چڑھائی بہت ہوتی ہے، اس لیے ایک انجن آگے اور ایک انجن پیچھے لگتا ہے، ایک پیچھے سے دھکا دیتا ہے اور ایک آگے سے کھینچتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی دو انجن دیئے کہ پردیس میں جارہے ہو، ممکن ہے کہ پردیس کی

رنگینیوں میں تم غفلت میں مبتلا ہو جاؤ تو اس سے بچنے کے لیے دوزخ کا مراقبہ کرو تاکہ دل پر ایک طرف سے دوزخ کے خوف کی چھڑی لگے اور جنت کا مراقبہ کرو تاکہ دوسری طرف سے جنت کا شوق اپنی طرف کھینچے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کو تفصیل سے بیان فرمایا تاکہ بندوں کو یاد رہے کہ دنیا کا یہ مجاہدہ چند دن کا ہے پھر ہمیشہ کا عیش ملنے والا ہے۔

تو اللہ والوں کی صحبت نعمتِ مکانی ہے اور رمضان شریف نعمتِ زمانی ہے۔ اللہ والوں کے ساتھ رہائش ہو اور رمضان کا مہینہ ہو تو جب زمان اور مکان کے دو انجن لگ جائیں گے تو اللہ کے قرب کا راستہ جلد طے ہو گا۔ اسی لیے اکثر بزرگوں نے مریدوں کو رمضان المبارک میں اپنے یہاں اکٹھا کیا۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی بڑے بڑے علماء رمضان میں پہنچ جاتے تھے لیکن جس کو لالچ ہوتی ہے وہی پہنچتا ہے۔ بغیر لالچ دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔

رمضان کی قدر کیجیے

تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ تلاوت و ذکر و فکر کے ذریعہ رمضان کی عظمتوں کی قدر کیجیے، اب دوستوں سے فضول بات چیت چھوڑ دیجیے، اخبار بینی چھوڑ دیجیے، تلاوت اور ذکر و فکر میں لگ جایئے، اشکبار آنکھوں سے اللہ کو راضی کرلیجیے۔ اور اللہ سے سب کچھ مانگنے کے بعد ایک جملہ کہیے کہ اے خدا ہم آپ سے آپ کو مانگتے ہیں اور جن اعمال سے آپ ملتے ہیں اُن اعمال کی توفیق بھی مانگتے ہیں۔ اب وہ اعمال ذکر کرتا ہوں جنہیں رمضان میں خوب کثرت سے کرنا چاہیے۔

رمضان کے چار خصوصی اعمال

لوگ پوچھتے ہیں کہ رمضان میں کیا وظیفہ پڑھیں، کیا عمل کریں؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وظائفِ رمضان عطا فرمائے ہیں تو ہمیں کوئی اور وظیفہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے وظیفوں سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں اِلّا یہ کہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا بتایا ہوا کوئی وظیفہ

ہو۔رمضان المبارک میں جو اعمال کثرت سے کیے جائیں ان کے بارے میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

نمبر۱) کثرت سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھنا۔ بزرگوں نے کثرت کی جو تعداد بتائی ہے وہ کم سے کم تین تسبیح ہے کیوں کہ عربی میں جمع تین سے شروع ہوتا ہے۔

نمبر۲) کلمۂ استغفار کی کثرت۔

نمبر۳) کثرت سے جنت مانگنے کی دعا کرنا۔

نمبر۴) دوزخ سے کثرت سے پناہ مانگنا۔

اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرنے اور جہنم سے پناہ مانگنے کے لیے احادیث میں بہت دعائیں ہیں جن میں ایک دعا یہ بھی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیۡھَا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیۡھَا [۵]

اے اللہ ہم آپ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور جنت والے اعمال کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے پناہ چاہتے ہیں اور جہنم میں لے جانے والے اعمال سے بھی پناہ چاہتے ہیں۔

ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنے کی فضیلت

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں الشیخ محیّ الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنۡ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سَبۡعِیۡنَ اَلۡفًا غُفِرَ لَہٗ [۶]

جس شخص نے سترّ ہزار مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھا، اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

اور اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد نقل فرمایا ہے کہ:

---

۵ سنن ابن ماجہ،۲/۲۰۴(۳۸۴۶)،باب الجوامع من الدعا،مطبوعة: المكتبة الرحمانية

۶ مرقاۃ المفاتیح ۳/۲۰۰،باب ما علی المأموم من المتابعة وحکم المسبوق،مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

وَمَنْ قِیْلَ لَہٗ غُفِرَلَہٗ اَیْضاً[۷]

اور اگر کسی کو پڑھ کر ایصال ثواب کر دیا جائے تو اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

اور دلیل میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ اُن کی خدمت میں ایک جوان آیا جو ولی اللہ تھا، کَانَ مَشْھُوْرًا بِالْکَشْفِ، اس کا کشف مشہور تھا، اس نے اچانک رونا شروع کر دیا۔ شیخ ابن عربی نے پوچھا مَا حَضَرَ بِبُکَاءٍ، اے جوان! کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا اِنِّی اَرٰی اُمِّیْ فِی الْعَذَابِ، میں اپنی ماں کو عذاب میں دیکھ رہا ہوں۔ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فَوَھَبْتُ لِاُمِّہٖ، میں نے اس کی ماں کو ستر ہزار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا ثواب ہدیہ کر دیا اور دل میں اللہ سے بات کی کہ اے اللہ! یہ جو میں نے ستر ہزار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھا ہے اور ابھی تک کسی کو ایصالِ ثواب نہیں کیا یہ اس جوان اللہ والے کی ماں کو عطا کر دے۔ فَضَحِكَ الشَّابُّ، بس وہ جوان ہنسا حالاں کہ شیخ کی زبان بھی ہلی نہیں تھی، دل میں اللہ تعالیٰ سے سودا کیا تھا لیکن چوں کہ اس جوان کا کشف بہت مشہور تھا تو وہ فوراً ہنسا۔ شیخ نے پوچھا مَا ھٰذَا الضِّحْكُ، کیوں ہنستے ہو؟ اس نے کہا اِنِّیْ اَرٰی اُمِّیْ فِیْ حُسْنِ الْمَآبِ، میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ شیخ فرماتے ہیں فَعَلِمْتُ صِحَّةَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ بِصِحَّةِ کَشْفِہٖ وَصِحَّةَ کَشْفِہٖ بِصِحَّةِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ[۸] میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے اور اس کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے دیکھ لیا، حدیث پر یقین تو پہلے ہی تھا لیکن اب اور بڑھ گیا۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ زندگی چند دن کی ہے۔

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

تو روزانہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی پانچ تسبیح پڑھ لیجیے، یہ پچیس منٹ میں پوری ہو جائیں گی درمیان درمیان میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پڑھ لیجیے اور جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ شروع کیجیے تو یہ مراقبہ کیجیے کہ میری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ عرشِ اعظم تک جا رہی ہے کیوں کہ بشارت دینے والے سیّد الانبیاء

---

۷ ایضاً
۸ ایضاً

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو صادق المصدوق ہیں، اصدق القائلین ہیں، ان سے بڑھ کر کون سچا ہوگا؟ ان کی بشارت ہے کہ جب بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھتا ہے تو:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللهِ[۹]

اللہ میں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ میں کوئی حجاب نہیں ہے۔

اس پر ایک بہت پیارا شعر یاد آیا ؎

نگاہِ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے
خرد کے سامنے اب تک حجابِ عالم ہے

جب یہ تصور ہوگا کہ میری ہر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ عرشِ اعظم تک جارہی ہے، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کررہی ہے تو بتائیے مزہ آئے گا یا نہیں؟

تو روزانہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی پانچ تسبیح پڑھنے سے پانچ مہینے میں پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ پورا ہوگا۔ تو ہر پانچ ماہ بعد اپنے کسی رشتہ دار مثلاً والد کو، والدہ کو، دادا کو، دادی کو، نانا کو، نانی کو ستّر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھ کر بخش سکتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہی ثواب بخشا جاتا ہے حالاں کہ زندگی میں بھی کسی کو ثواب بخش سکتے ہیں۔ تو اگر روزانہ پانچ سو مرتبہ کلمہ پڑھیں گے تو ہر پانچ ماہ بعد پچھتّر ہزار ہوجائے گا، ستّر ہزار کسی رشتہ دار کو بخش دیں تو پانچ ہزار بچ جائے گا، چودہ مہینے میں یہ اضافی پانچ ہزار جمع ہوتے ہوتے مزید ستّر ہزار ہوجائے گا جو آپ اپنے لیے جمع کرلیجیے۔ تو رمضان میں ذکر بھی کیجیے اور اپنی اور اپنے رشتہ داروں کی مغفرت کا سامان بھی کیجیے۔

تلاوت کی کثرت

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قرآن پاک کا دَور کرتے تھے۔ سید الانبیاء کا دورِ قرآن سید الملائکہ کے ساتھ تھا، بڑے لوگ بڑے کے ساتھ کام کرتے ہیں، ایک تمام ملائکہ کا سردار اور دوسرا سارے نبیوں کا سردار، جبرئیل علیہ السلام سارے فرشتوں کے سردار اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سارے پیغمبروں کے

---

۹ مشکوۃ المصابیح،باب ثواب التسبیح والتحمید:۲۰۱/۲، (۲۳۱۳)،المکتبۃ القدیمیۃ

سردار، یہ دونوں حضرات رمضان المبارک میں قرآن پاک کا دَور کرتے تھے۔ تو قرآن پاک کا دَور کرنا سنت جبرئیلی اور سنت پیغمبری ہے۔ لہٰذا رمضان کے مہینے میں حافظ حضرات قرآن پاک کا جو دَور کرتے ہیں یہ دَور ثابت بالسنۃ ہے، سنت پیغمبر سے اور سنت جبرئیل علیہ السلام سے۔

چوں کہ رمضان المبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آپس میں قرآن پاک کا دَور ہوتا تھا چناں چہ اس سنت کو بھی زندہ کیا جائے۔ میرے شیخ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب جب جہاز میں بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک ایک سورت کا آپس میں دَور کرلو۔ لہٰذا الحمد شریف کا یا کسی سورت کا دَور کرادیتے ہیں، اور اس سنت کو زندہ کرتے ہیں۔

کثرتِ دعا کا اہتمام

چاند نظر آتے ہی رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ عرش اعظم کو اٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اب تم لوگ میری تسبیحات، سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر مت پڑھو بلکہ میری زمین پر میرے جو بندے روزہ رکھ رہے ہیں ان کے لیے دعا کرتے رہو اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے رہو۔ تو آج کل دعا بھی دیر تک مانگو، جو ہاتھ اُٹھیں تو اُٹھے ہی رہیں، اس کریم مالک کے خزانوں سے خوب لوٹ لو، دنیا و آخرت مانگ لو اور سب سے بڑی نعمت اللہ سے اللہ کو مانگ لو کہ اے اللہ! ہم سب کو اللہ والا بنادے تاکہ مرنے کے بعد جب اللہ کے حضور پیشی ہو اور اللہ پوچھیں کہ کیا لائے ہو؟ تو یہ کہہ سکیں کہ پردیس میں یعنی دنیا میں آپ ہی کو حاصل کیا تھا اور آپ کے پاس آپ ہی کو لایا ہوں۔ ہمارے پردادا پیر حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ غلافِ کعبہ پکڑ کر یہ دعا مانگتے تھے ؎

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

اے اللہ! ساری دنیا تیرے سامنے اپنی اپنی حاجتیں پیش کررہی ہے لیکن یااللہ میں آپ سے آپ ہی کو مانگتا ہوں، میری اس سے بڑی حاجت کوئی نہیں ہے۔ کیوں کہ جس کو اللہ مل گیا اس نے دونوں جہاں سے بڑھ کر پالیا۔ اختر کا شعر ہے ؎

وہ شاہ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

اللہ کی قیمت دونوں جہاں سے بڑھ کر ہے کیوں کہ اگر کوئی دونوں جہاں پا گیا تو کیا اللہ تعالیٰ کی قیمت دونوں جہاں کے برابر ہو جائے گی؟ تو جو اللہ کو پا گیا وہ دونوں جہاں سے بڑھ کر بے مثل مزے پا گیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کوئی بے مثل نہیں ہے۔

لہٰذا اس ماہ میں کثرت سے دعا مانگو، ایک دن میں کم سے کم تین دفعہ مانگو، یہ کم سے کم ہے ورنہ جس طرح آپ کسی بیماری یا مصیبت میں سجدے میں گر کر دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! مجھ کو اچھا کر دیجیے، یا اللہ! مجھ کو اچھا کر دیجیے رمضان میں اسی طرح دعا مانگو۔ اور جیسے میرا پوتا بار بار کہتا ہے کہ دادا ایک نوٹ دے دیجیے، پھر خاموش رہے گا اور میں خط کا جواب لکھ رہا ہوتا ہوں یا کسی اور کام میں مشغول ہوتا ہوں تو وہ کچھ دیر کے بعد پھر کہے گا، دادا ایک نوٹ دے دیجیے، پھر کچھ دیر بعد کہے گا کہ دادا ایک نوٹ دے دیجیے یعنی مسلسل کہتا رہے گا اور کام نہیں کرنے دے گا۔ ایسے ہی اللہ میاں سے مسلسل کہتے رہو، دعا کثرت سے مانگنے کے بعد قبول ہوتی ہے۔

تو اس ماہ میں بہت زیادہ دعا مانگئے، اپنی اصلاح کے لیے، اپنے غم و پریشانی دور کرنے کے لیے اور سب سے بڑا غم کیا ہے؟ کہ ایک سانس بھی اللہ کی ناراضگی میں نہ گزرے، اس کو خوب غور سے سن لیں کہ آپ سب لوگ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ضرور مانگئے کہ اے خدا! میری زندگی کی ہر سانس کو اپنی خوشی کے کاموں میں قبول فرما اور اپنی ذات پاک پر فدا کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ اور دوسری دعا ہے کہ اے خدا! میری زندگی کی ایک سانس بھی آپ کی ناراضگی میں نہ گزرنے پائے۔ اگر ہم ایک سیکنڈ بھی آپ کو ناراض کرتے ہیں تو یہ ہمارے لیے نامبارک گھڑی ہے، منحوس گھڑی ہے۔

جو بندہ اپنے مالک کو خوش کرے اور ایک سیکنڈ بھی اپنے مالک کو ناراض نہ کرے، تو اس سے بڑی دولت اس کے لیے کیا ہوگی؟ تو آج کل یہ دونوں دعائیں سحری میں بھی مانگئے، جہاں قرآن پاک ختم ہو اس مجلس میں بھی مانگئے اور افطار سے پہلے بھی مانگئے، جب دستر خوان بچھ جائے، چٹ پٹے دہی بڑے، چٹ پٹے چھولے، پکوڑیاں، شربت روح افزا وغیرہ سب لگ جائے، اب اللہ دیکھتا ہے کہ میرے بندے میرے مشروبات کو، میرے رزق کو، چھولے اور

چنے اور دہی بڑے کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم

مگر اسے ہاتھ تک نہیں لگا رہے ہیں، اللہ اکبر کا، اذان کا یعنی میری بڑائی اور عظمت کے قانون کا انتظار کر رہے ہیں کہ جب اللہ کا حکم ہو گا تب کھائیں گے۔ اس ادائے بندگی پر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی ہے کہ افطار سے پہلے دعا بہت قبول ہوتی ہے لہٰذا افطار سے پہلے اللہ سے سب مانگئے اور سب سے پہلے کیا مانگیں؟ سب سے پہلے بڑی چیز مانگیں کہ اے اللہ! میں آپ سے آپ ہی کو مانگتا ہوں، آپ ہمیں مل جائیں تو سب کچھ مل گیا۔ یہ بتائیں کہ اگر ابّا خوش ہو جائے تو بیٹے کو خوش رکھنے کی کوشش کرے گا یا نہیں؟ تو جس بندے سے ربّا خوش ہو جائے، اللہ خوش ہو جائے تو کیا اس بندے کو خوش نہیں رکھیں گے۔

اگر تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

جس کو اللہ مل گیا اس کو سب کچھ مل گیا، اس کو دنیا بھی مل گئی اور آخرت بھی مل گئی۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے صدقے میں وہ چٹائیوں پر خوش رہے گا اور جس سے اللہ ناراض ہے وہ قالینوں اور ائیر کنڈیشن میں خودکشی کرے گا، ہیروئین پیے گا اور نشہ کرے گا۔

تو رمضان میں آپ ایک تو افطار سے پہلے دعا کریں گے، نمبر دو جس دن کہیں کوئی قرآن ختم ہو وہاں دعا کریں گے اور نمبر تین آدھی رات کے بعد سحری کے وقت دعا کریں گے۔ سحری کے لیے اٹھے، مسواک کی، منہ دھویا اور سحری کھانے بعد وضو کر کے دو رکعت پڑھ لی تو کیا مشکل کام کیا؟ اٹھنا تو ہے ہی، اٹھنے کی تکلیف تو سحری میں نہیں ہوتی کیوں کہ پیٹ کہتا ہے کہ کچھ کھلا دو ورنہ دن بھر بھوکے رہیں گے۔ اس لیے سحری کھانے کے لیے آدمی جلدی سے اٹھ جاتا ہے۔ بس اب وضو کر کے کم از کم تہجد کی دو رکعت پڑھ کر اللہ سے دعا مانگ لیں، اور دن میں مناجات مقبول کی ایک منزل پڑھ لیں۔

اُجرت پر تراویح پڑھانے کا حکم

حافظِ قرآن کا درجہ بہت بڑا ہے، یہ اشرافِ امت ہیں، ان کو رمضان میں گھوڑوں

کی طرح بِکوانا نہیں چاہیے۔ میرے شیخِ ثانی مولانا ابرارالحق صاحب نے فرمایا کہ ہندوستان کے شہر حیدرآباد دکن میں شعبان میں حافظ جمع ہو جاتے ہیں، اس کا نام ہے حافظوں کی منڈی، وہاں سیٹھ لوگ بھی جاتے ہیں اور ان سے تھوڑا سا قرآن سنتے ہیں، پھر پوچھتے ہیں کتنے پیسے لوگے؟ وہ کہتا ہے پانچ ہزار لوں گا، سیٹھ کہتا ہے کہ نہیں بھائی آپ نے بہت زیادہ ریٹ بتایا ہے، تھوڑا کم کیجیے۔ غرض وہاں پر بھاؤ تاؤ ہوتا ہے، اس لیے اس کا نام حافظوں کی منڈی ہے۔

بہشتی زیور کے گیارہویں حصہ میں ہے کہ اگر کوئی حافظ پیسے لیے بغیر قرآن نہیں سناتا تو اَلَمْ تَرَ كَيْفَ سے تراویح پڑھو۔ قرآن پڑھا کر اجرت لینا اور دینا دونوں حرام ہے، اگر کسی مسجد میں پورا قرآن سنانے والا بغیر اجرت کے کوئی حافظ نہیں ملتا تو اَلَمْ تَرَ كَيْفَ سے تراویح پڑھ لو کیوں کہ مسجد میں تراویح کے اندر ایک قرآن مکمل کرنا سنتِ مؤکدہ ہے اور تراویح سنانے کے لیے حافظ یا قاری کو پیسے دینا حرام ہے لہٰذا حرام کام کرکے سنت مؤکدہ کی تکمیل جائز نہیں ہے، ایسی سنت مؤکدہ شریعت نے معاف کردی ہے، اس سے بہتر ہے کہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ سے تراویح پڑھو۔ میں مسجد میں کہتا ہوں کہ جو حافظ اس کی ہمت کرلے کہ بغیر پیسے کے تراویح پڑھاؤں گا ان شاء اللہ اس کو اللہ تعالیٰ غیب سے اتنا دے گا، ایسا حج و عمرہ نصیب کرے گا، رزق کے ایسے اسباب پیدا ہوں گے کہ وہ حیران رہ جائے گا۔ اللہ کو راضی کرکے تو دیکھو۔

میرے یہاں ایک حافظ نے تراویح میں قرآن سنایا تھا، انہوں نے پیسے نہیں لیے، نہ ان کو کپڑوں کا جوڑا دیا گیا حالاں کہ ان کو پیسوں کی شدید ضرورت تھی، باپ مرچکا تھا، بہن جوان تھی اور اس کی شادی کے لیے رات دن رو رہا تھا۔ تو دوستو! کیا عرض کروں کہ آج صبح ایک شخص آیا اور سترہ ہزار روپے دے گیا جبکہ اس نے کسی سے سوال بھی نہیں کیا تھا۔ اس لیے واللہ! مسجد میں کہتا ہوں کہ شریعت پر عمل کرکے اپنے اللہ کو راضی تو کرو پھر دیکھو کہ اللہ تھوڑی سی روزی میں بھی برکت ڈال دے گا۔

تو جو حافظ معاوضہ لے کر قرآن سنائے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ وہ قرآن کو بیچتا ہے، تراویح پڑھانے کی اجرت لینا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنے لیے نہیں مانگتا مگر میرے مدرسے کے لیے کچھ کردیجیے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ بھی ایک قسم کا معاوضہ ہے چاہے وہ مدرسے ہی کے لیے لیا ہو کیوں کہ اگر وہ قرآن نہ سناتا تو مدرسے

کو کوئی چندہ نہیں ملتا لہٰذا مدرسے کا چندہ اسی معاوضے میں آگیا۔ بعض حافظ کہتے ہیں کہ میں نے خلوص سے سنایا ہے اور دینے والے نے بھی مجھے خلوص سے دیا ہے۔ اب اس سے یہ پوچھا جائے کہ اگر آپ کسی سال اس مسجد میں نہ سناؤ تو کیا مسجد کی کمیٹی پھر بھی تمہیں منی آرڈر کر کے پیسے بھیجے گی؟ تب پتا چلے گا کہ یہ پیسہ انہوں نے خلوص سے دیا تھا یا قرآن پاک کا معاوضہ ہے۔

تلاوتِ قرآن پاک کی ایک سنت

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَالُّ وَ الْمُرْتَحِلُ[۱۰] جس کی ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو قرآن مجید کو ختم کرنے کے بعد دوبارہ شروع کر دے اور سورۃ الفاتحہ سمیت سورۃ البقرۃ کی چند آیات بھی ملالے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس مسجد، مدرسہ اور خانقاہ میں تراویح میں چار قرآن مجید مکمل ہوئے ہیں اور آخری رکعات میں سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرۃ کی ابتدائی چند آیات پڑھی گئیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور حافظ صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے اللہ کے لیے ہم سب کو بلا معاوضہ قرآن پاک سنایا۔ جب کبھی آپ قرآن شریف مکمل کریں تو آپ بھی یہی طریقہ اختیار کریں کہ سورۃ الناس کے بعد پوری سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی ابتدائی چند آیات بھی تلاوت کرلیں کیوں کہ یہ محبوب عمل ہے۔

اعتکاف کے ایک حکم کی عجیب وغریب شرح

معتکفین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ[۱۱]

---

[۱۰] جامع الترمذی: ۱۲۳/۲، باب من ابواب تفسیر القرآن، ایچ ایم سعید

[۱۱] البقرۃ: ۱۸۷

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اور ان (اپنی بیبیوں) سے اس حالت میں مباشرت نہ کرو، جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں بیٹھے ہو، یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود ہیں لہٰذا ان (کی خلاف ورزی) کے قریب بھی مت جانا، اسی طرح اللہ اپنی نشانیاں لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسجد میں اتنے معتکفین کے سامنے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کیسے کر سکتا ہے؟ تو بعض دیہاتوں میں اعتکاف کے وقت آدمی اکیلا ہوتا ہے، لیکن چوں کہ اس آیت میں ساری امت مخاطب ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جمع کا صیغہ نازل فرمایا ہے۔ اب کسی دیہات کی مسجد میں کوئی آدمی اکیلا معتکف ہے اور اس کی بیوی کھانا لے کر آئے اور اس کا نفس غالب ہو جائے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حالتِ اعتکاف میں بیوی سے صحبت سے منع فرمایا ہے۔

لیکن آگے اللہ تعالیٰ نے اس گناہ سے بچنے کے لیے ایک نسخہ بھی عطا فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیسے ارحم الراحمین ہیں کہ حکم بھی دیتے ہیں اور حکم کو آسان کرنے کا نسخہ بھی بتاتے ہیں، یہ شفقت کی بات ہے۔ جیسے طبیب کے لیے قانون کے لحاظ سے نسخہ بتانا تو ضروری ہے لیکن اس کا آسان کرنا ضروری نہیں ہے، مگر جو مہربان حکیم ہوتا ہے وہ شفقت کے لحاظ سے کڑوی کڑوی دوائیں لکھنے کے بعد آخر میں لکھ دیتا ہے کہ اس میں مصری ملالینا یا شربتِ بنفشہ ملالینا تاکہ اس کی کڑواہٹ ختم ہو جائے۔ تو اللہ پر قربان جایئے کہ اللہ تعالیٰ نے تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا فرماکر اس حکم کو کتنا آسان کردیا، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ کہ یہ ہماری حدود ہیں، ہمارے قانون کی حدود ہیں فَلَا تَقْرَبُوْهَا لہٰذا ان کے قریب بھی نہیں جانا یعنی اعتکاف کی حالت میں اگر اکیلے ہو تو اپنی بیوی سے کھانا بھی مت منگواؤ، لڑکوں سے منگواؤ یا اور کسی کو بھیجو۔ کیوں کہ زیادہ قرب کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ تم پھسل جاؤ۔

تو ارادہ کرلیجیے کہ اس مہینے میں کوئی گناہ نہیں کرنا اور جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ اعتکاف بھی کرلیں۔ ہماری مسجد میں اعتکاف کے زمانے میں صبح و شام میرا یا میرے بیٹے مولانا محمد مظہر صاحب کا بیان بھی ہوتا ہے لیکن آپ کا جس مسجد میں دل چاہے وہاں اعتکاف کیجیے، کسی کے لیے کوئی قید نہیں ہے۔

شبِ قدر کا اعتبار ظہورِ قمر سے ہوتا ہے

مختلف ملکوں میں شب قدر کی تاریخوں میں فرق ہوتا ہے، تو شب قدر چاند کے ظہور سے بنتی ہے۔ جس ملک میں چاند کا ظہور جس تاریخ کو ہوگا اسی اعتبار سے شبِ قدر ہوگی۔ ایک وجودِ قمر ہے اور ایک ظہورِ قمر ہے، تو چاند کا وجود تو ہمیشہ رہتا ہے لٰہذا وجودِ قمر سے تاریخ نہیں بنتی، ظہورِ قمر سے تاریخ بنتی ہے یعنی جس ملک میں جس رات چاند ظاہر ہوتا ہے اسی لحاظ سے اسی تاریخ کو اللہ تعالیٰ اُس ملک میں شبِ قدر کی وہی تجلی، وہی فیضانِ خاص عطا کرنے پر قادر ہیں۔ جس ملک میں جس دن شب قدر ہے، اس ملک میں انہی طاق راتوں میں اللہ تعالیٰ کی تجلی خاص، رحمت خاص نازل ہوگی۔ لٰہذا اپنے اپنے ملکوں کے اعتبار سے شب قدر میں عبادت کرو، اللہ کی قدرت بہت بڑی ہے، اس کو اپنی رحمتوں کے ساتھ اور تجلی خاصہ کے ساتھ کسی ملک میں پہنچنے کے لیے کسی ہوائی جہاز کی ضرورت نہیں۔

اجتماعی ذکر میں لائٹ بند کر کے رونے کی حقیقت

آج میرے پاس ٹیلی فون آیا کہ ایک امام صاحب طاق راتوں میں لائٹ بند کر کے خوب روئے اور خوب رُلایا۔ اس طرح روشنی بند کر کے اجتماعی طور پر رونے کا یہ طریقہ کیا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے زمانے میں تھا؟ تو میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ لوگ کسی بڑے مفتی صاحب کے پاس گئے؟ تو وہ کہنے لگے جی گئے تھے، میں نے کہا کہ پھر انہوں نے کیا فرمایا؟ کہا کہ انہوں نے فرمایا یہ بدعت ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے رَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ[۱] جو مسلمان تنہائی میں خوفِ خدا سے اپنے گناہوں کو یاد کر کے اور قیامت کی ہولناکیوں اور دوزخ کی گرمیوں کی شدت کو یاد کر کے اور اللہ کی پکڑ اور اللہ کا عذاب یاد کر کے رو پڑے، چاہے آنسو کے چند قطرے ہی ہوں، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔ تو خوفِ خدا سے رونے کے لیے تنہائی کو مقید کیا گیا ہے۔ لٰہذا تنہائی کا ایک قطرہ آنسو مٹکا بھر اجتماعی رونے سے افضل ہے۔ کیوں کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم آنسوؤں کی قیمت کے لیے تنہائی کی قید لگا رہے

[۱] مشکوٰۃ المصابیح، ۱/۶۸، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

ہیں۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ مجمع میں رونا حرام ہے، اگر آپ کبھی مجمع میں بیٹھے ہیں اور رونا آگیا تو ضرور رو لیجیے، میری تقریر میں بھی بعض لوگ رونے لگتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس بات کا اہتمام نہیں کیجیے کہ باقاعدہ لائٹ آف کی جارہی ہے اور لوگ دور دور سے صرف رونے کے لیے آرہے ہیں اور اس دن ایک خاص جشن کا سا اہتمام ہے۔

ایک خاتون نے بتایا کہ میرا شوہر عالم بھی ہے اور ایک مسجد میں امام بھی ہے، وہ ستائیسویں رات کو سب کو رُلاتا ہے اور مجھ سے بھی کہتا ہے کہ تم بھی شیشے میں دیکھ کر رونے کی خاص قسم کی آواز نکال کر رونے کی مشق کرو اور دوسری عورتوں کو رُلاؤ، لیکن مجھے یہ مشق کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو ہے اصلی رونا اور ایک ہے مشقی رونا یعنی رونے کی ایکٹنگ کرنا۔ اگر یہ چیز اچھی ہوتی تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں طاق راتوں میں حضراتِ صحابہ کو جمع کرکے روتے اور رُلاتے۔ اگر آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ایک بار بھی ایسا کیا ہوتا تو یہ چیز چھپ نہیں سکتی تھی کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی امت کو دین پہنچانے میں بخیل نہیں ہیں۔ لہٰذا اگر یہ چیز اچھی ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ضرور سکھاتے۔

دوستو! اگر آپ کو رونے کا شوق ہے تو اللہ سے گناہوں کو معاف کرانے کے لیے، مغفرت مانگنے کے لیے روؤ، اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل ہی بنالو، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا [۱۳]

یعنی رونے والوں کی شکل بنانے سے رونے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ تو اگر رونا نہ آئے تو آپ کو زیادہ غم نہیں ہونا چاہیے۔ الحمدللہ! میری مسجد لائٹ وغیرہ بند کرکے رونے جیسی چیزوں سے محفوظ ہے، اگر کسی کو رونا آتا ہے تو ہر آدمی الگ الگ روتا ہے یا رونے والوں کی شکل بناتا ہے۔

دعائے شبِ قدر کی عالمانہ اور عاشقانہ شرح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شب قدر کی طاق راتوں میں مانگنے کے لیے ایک

۱۳؎ سنن ابن ماجۃ: ۱/۳۴۶،(۴۱۹۶)، باب الحزن والبکاء، المکتبۃ الرحمانیۃ

دعا سکھائی ہے۔ جو دعا عظیم القدر پیغمبر نے شبِ قدر کے لیے سکھائی ہو وہ کس قدر قابلِ قدر ہو گی، جب پیغمبر عظیم القدر، موقع شبِ قدر اور دعا قابلِ قدر ہو تو وہ دعا کس قدر عظیم القدر ہو گی، وہ دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ [۱۴]

اے اللہ! بے شک آپ بے حد معاف کرنے والے اور کرم فرمانے والے ہیں، معافی کو پسند فرماتے ہیں، پس مجھے معاف فرمادیجیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شبِ قدر میں مانگنے کے لیے یہ دعا سکھائی ہے۔ میں اس کی شرح اپنی طبیعت سے نہیں کررہا ہوں، محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی عربی زبان میں چودہ جلدوں پر مرقاۃ کے نام سے شرح فرمائی ہے، وہ اس دعا کی شرح لکھتے ہیں جسے میں بعینہٖ اور بالفاظہٖ نقل کررہا ہوں، ان شاء اللہ آپ بڑی کتابوں میں اس کے خلاف نہیں پائیں گے۔

تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ اَیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْکَثِیْرُ الْعَفْوُ اے اللہ! بے شک آپ بہت زیادہ معافی دینے والے ہیں، عَفُوٌّ مبالغہ کا وزن ہے یعنی آپ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی معافی دینے والا نہیں ہے، آپ کی معافی کا سمندر اور معاف کرنے کی ادا اور معاف کرنے کی صفت غیر محدود ہے، اگرچہ ہمارے گناہ اکثریت میں ہیں لیکن محدود ہونے کی وجہ سے آپ کی غیر محدود معافی کے سمندر کے سامنے اقلیت میں ہیں کیوں کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر محدود اپنی اکثریت کے باوجود غیر محدود اکثریت کے سامنے اقلیت میں ہوتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا اللہ تعالیٰ کی ثناء یعنی تعریف سے شروع فرمائی ہے، لہٰذا عَفُوٌّ کَرِیْمٌ سے اللہ تعالیٰ کی تعریف میں یہ دعا بھی شامل ہو گئی ہے کہ ہم کو معاف کردیجیے۔ اس دعا کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی تعریف سے ہوتی ہے، معافی کی یہ درخواست اللہ تعالیٰ کی تعریف سے شروع ہوتی ہے، کیوں کہ علماء کرام لکھتے ہیں کہ ثَنَاءُ الْکَرِیْمِ دُعَاءٌ یعنی کریم کی تعریف کرنا خود دعا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے یہ کہنا کہ آپ بہت معافی دینے والے ہیں تو کریم کی یہ تعریف خود حاملِ مضمونِ دعا ہے، حاملِ مضمونِ درخواستِ استغفار ہے۔

---

[۱۴] مشکوٰۃ المصابیح، ۱۸۳/۱، باب لیلۃ القدر، المکتبۃ القدیمیۃ

عرفات کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عظیم الشان روایات سے ایک ہی دعا ثابت ہے، اگرچہ اور دعائیں مانگنا بھی جائز ہے لیکن نہایت قوی روایات کے ساتھ آپ سے ایک ہی دعا مانگنا ثابت ہے، ہوسکتا ہے کہ کسی روایت سے کوئی اور دعا بھی ثابت ہو لیکن علماء کرام لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں نہایت اہمیت کے ساتھ اللہ سے یہی عرض کیا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جو لوگ عربی جانتے ہیں وہ بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کیا مانگا ہے؟ یہ چوتھا کلمہ ہے جو صرف اللہ کی تعریف پر مبنی ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اس کا عاشقانہ ترجمہ کرتا ہوں کہ آپ کے سوا ہمارا کوئی نہیں، آپ کے سوا ہمارا ہے ہی کون۔ وَحْدَهٗ آپ ایک ہیں۔ ہم ایک رب کے غلام ہیں، لَا شَرِيْكَ لَهٗ ہماری ربوبیت یعنی ہمارے پالنے والے میں شرکت نہیں ہے، لَهُ الْمُلْكُ پورا عالم آپ کا ہے، وَلَهُ الْحَمْدُ سب تعریف آپ کی ہے، يُحْيِ وَيُمِيْتُ موت و حیات کے آپ ہی مالک ہیں۔ ورنہ ڈاکٹر خود کیوں مرتا ہے؟ ناظم آباد میں دل کا ڈاکٹر دوسرے کے دل کی حرکت شمار کررہا تھا اور خود اس کا ہارٹ فیل ہوگیا۔ بِيَدِهِ الْخَيْرُ سب خیر کا مالک اللہ ہی ہے، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

یہاں ایک علمی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس کلمہ میں اللہ سے کچھ مانگا گیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم القدر ذات، عرفات کا عظیم القدر دن اور مضمون بھی عظیم القدر، لیکن اس کلمہ میں بندوں کی معافی کا کوئی مضمون نہیں ہے، جنت کا کوئی سوال نہیں ہے، جہنم سے پناہ کا کوئی مضمون نہیں ہے۔ اس علمی سوال کا جواب علماء کرام نے یہ دیا ہے کہ ثَنَاءُ الْكَرِيْمِ دُعَاءٌ کسی کریم کی تعریف کرنا عظیم الشان دعا ہے، کیوں کہ اگر اس موقع پر کچھ مانگ لیا جائے تو کریم اتنا ہی دے گا جتنا مانگا گیا ہے، لیکن جب کریم کی بہت زیادہ تعریف کی جائے تو وہ بغیر مانگے ہی سارا خزانۂ کرم لُٹا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس انداز میں مانگنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائے بندگی کا عظیم الشان کرشمہ ہے کیوں کہ آپ نے اپنے لیے بھی اور اپنی امت کے لیے بھی عظیم الشان چیز مانگی ہے کہ عرفات کے میدان میں تھوڑا سا وقت ہوتا ہے، میری امت کیا کیا دعا مانگے گی، ہوسکتا ہے ان میں کمزور بھی ہوں جو تھوڑا سا مانگے پر ہی

تھک جائیں۔ اس لیے آپ نے اپنی امت کو یہ دعا سکھادی، ثَنَاءُ الْکَرِیْمِ سکھادیا کہ بس تم جاکر کریم کی تعریف کردو تو جو تم نے زندگی بھر مانگا ہے اللہ وہ بھی دے دے گا اور جو نہیں مانگا وہ بھی بلامانگے دے دے گا، خزانۂ کرم لُٹادے گا۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر میں ثَنَاءُ الْکَرِیْمِ سے ابتداء کرکے ہمیں التجاء کرنا سکھادیا کہ اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں، اگرچہ ابھی یہ نہیں کہا کہ معافی دے دیجیے، مگر اللہ کی اس تعریف کا مضمون حامل دعائے مغفرت، حامل دعائے معافی ہے۔ بعض روایات میں اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ ہے اور بعض روایت میں لفظ کَرِیْمٌ نہیں ہے، لیکن جب مضمون کہیں مطلق ہو اور کہیں مقید ہو تو وہ قید، مطلق کے ساتھ بھی لگ جاتی ہے، لہٰذا جہاں کَرِیْمٌ کا لفظ نہیں ہے وہاں بھی کَرِیْمٌ لگ جائے گا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ بلاغتِ نبوت ہے کہ آپ نے کَرِیْمٌ کا لفظ بڑھادیا تاکہ اللہ کے کرم سے نالائق امتی بھی محروم نہ رہنے پائے۔ اب کریم کی چار شرح کرتا ہوں جس سے آپ کریم کی تعریف خوب اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔

کریم کی پہلی تعریف

اَلْکَرِیْمُ ھُوَ الَّذِیْ یَتَفَضَّلُ عَلَیْنَا بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَالْمِنَّۃِ

کریم وہ ہے جو نالائقوں پر مہربانی کردے اگرچہ نالائقی کی وجہ سے ہمارا حق نہ بنتا ہو۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم گنہگاروں پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس دعا میں کَرِیْم کا لفظ بڑھادیا کہ اگر گناہوں کی وجہ سے میری امت کا مغفرت اور معافی کا حق نہ بنتا ہو تو کَرِیْم کے اس لفظ کی برکت سے اس کو استحقاق کا راستہ مل جائے کہ اللہ آپ کریم ہیں اور کریم وہ ہے جو نالائقوں پر مہربانی کردے، چاہے اس کا حق بنے یا نہ بنے۔ جیسے کسی کا سودا نہ بِک رہا ہو، سورج ڈوب رہا ہو اور بیچنے والا مایوس ہو رہا ہو، تو کریم پوچھتا ہے کہ کیا بات ہے تم سامان نہیں سمیٹ رہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ صاحب سامان نہیں بک رہا ہے، کیوں کہ سودا عیب دار ہے، تو کریم کہتا ہے کہ لاؤ مجھے بیچ دو۔ تو کریم سارا عیب دار سودا خرید لیتا ہے۔

کریم کی دوسری تعریف

اَلَّذِیْ یَتَفَضَّلُ عَلَیْنَا بِدُوْنِ مَسْئَلَةٍ وَّلَا سُؤَالٍ

جو سوال کے بغیر ہی دے دیتا ہے، مانگے بغیر ہی دے دیتا ہے۔

کتنی نعمتیں ہم کو ملی ہیں جن کو ہم نے مانگا نہیں تھا مثلاً ہماری روح نے انسان بننے کی درخواست نہیں کی تھی، اللہ نے مانگے بغیر ہم کو انسان بنایا، جانور نہیں بنایا، مسلمان گھرانے میں پیدا فرمایا، اچھے گھرانے میں پیدا کیا، گمراہ فرقہ میں پیدا نہیں کیا، صحیح العقیدہ فرقے میں پیدا کیا، سلیم الاعضاء خلقت بنایا، اندھا، لنگڑا، گونگا، بہرا نہیں پیدا کیا، سر سے پیر تک سلامتی کے ساتھ پیدا کیا۔ کیا یہ اللہ کے کریم ہونے کی دلیل نہیں ہے؟

کریم کی تیسری تعریف

اَلَّذِیْ یَتَفَضَّلُ عَلَیْنَا وَلَا یَخَافُ نَفَادَ مَا عِنْدَہٗ

کریم وہ ذات ہے جو ہم پر بے پناہ فضل فرمائے اور جسے اپنے خزانوں میں کمی کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔

تو اللہ ہمیں اتنی نعمتیں دیتا ہے اور اپنے خزانے کے ختم ہونے کا اندیشہ نہیں کرتا کیوں کہ اس کا خزانہ غیر محدود ہے، خزانہ ختم ہونے سے ڈرنے والے محدود خزانے کے مالک ہوتے ہیں۔ اگر سمندر سے ایک لوٹا پانی لے لو تو سمندر کو اپنے پانی کے ختم ہونے کا کوئی خوف نہیں ہو گا کہ آج ایک لوٹا کم ہو گیا، جبکہ سمندر بھی اللہ کے غیر محدود خزانوں کے سامنے محدود ہے تو اللہ کے غیر محدود بحرِ کرم کا کیا پوچھتے ہو۔

کریم کی چوتھی تعریف

اَلَّذِیْ یَتَفَضَّلُ عَلَیْنَا فَوْقَ مَا نَتَمَنّٰی بِهٖ

جو ہماری تمناؤں سے زیادہ دیتا ہے۔

مانگی ایک بوتل شہد مگر دے دیا **مشک** بھر ڈھائی من۔ تو اللہ کے نام **کَرِیْم** سے مانگ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم القدر ذات نے برائے شب قدر یہ مضمون عطا

فرمایا جو عظیم القدر ہے اور ہر امتی کی معافی کی ضمانت کا کفیل ہے تاکہ نالائق سے نالائق امتی بھی اللہ کے کرم اور معافی سے محروم نہ رہے۔

تو دو لفظ عَفُوٌّ اور کَرِیْمٌ کی شرح ہوگئی۔ آگے ہے تُحِبُّ الْعَفْوَ، تُحِبُّ مضارع ہے اور مضارع میں دو زمانے ہوتے ہیں، زمانۂ حال اور زمانۂ استقبال یعنی آپ اپنے بندوں کو معاف کرنے کے عمل کو حال میں بھی محبوب رکھتے ہیں اور آیندہ بھی اگر ہم سے خطا ہوئی تو آیندہ بھی آپ ہمیں معاف کرنے کو محبوب رکھیں گے۔ تو تُحِبُّ الْعَفْوَ کا مطلب ہوا کہ اے اللہ آپ اس وقت بھی معافی دینے کو محبوب رکھتے ہیں اور اگر آیندہ بھی ہم سے خطا ہوگئی تو ہمیں معاف کرنے کے عمل سے آپ کی محبت آیندہ بھی قائم رہے گی۔

اب اس کی عربی شرح سن لو جو مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں ہے، تُحِبُّ الْعَفْوَ اَیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تُحِبُّ ظُھُوْرَ صِفَةِ الْعَفْوِ عَلٰی عِبَادِہٖ[۱۵] آپ محبوب رکھتے ہیں اپنی معافی دینے کی صفت کے ظہور کو اپنے بندوں پر۔ یعنی اپنے بندوں کو معاف کرنا آپ کا محبوب عمل ہے۔ جیسے ہرن کے شکار کا عاشق بادشاہ کہیں جائے تو چوں کہ ہرن کا شکار کرنا بادشاہ کا محبوب عمل ہے لہٰذا اگر وہاں کے لوگ بادشاہ کو ہرن کے جنگل کا پتا بتادیں تو بادشاہ انعام بھی دیتا ہے، اور شاباشی بھی دیتا ہے۔ تو اے اللہ! آپ کو بھی معاف کرنے کا عمل بہت محبوب ہے لہٰذا آپ کے اس محبوب عمل کو اپنے اوپر جاری کرنے کے لیے ہم خود اپنے گناہوں کی گٹھڑی لے کر حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ اپنے اس محبوب عمل کو ہم پر جاری فرما کر ہم کو معاف کردیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے محبوب عمل کو اپنی امت کے سامنے پیش کردیا کہ اللہ کو معاف کرنا بہت محبوب ہے تو اے میری امت! شبِ قدر میں یہ دعا مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا محبوب عمل جاری فرمالیں یعنی تمہارے گناہوں کو معاف کرکے خوش ہوجائیں اور تمہارا بیڑا پار ہوجائے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمہارے گناہ خیر ہیں، تمہارے گناہ تو خراب چیز ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو معاف کرنا محبوب ہے۔ اس لیے شبِ قدر میں یہ دعا مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ اپنا محبوب عمل کرکے اپنی محبوب صفت کا تم پر ظہور کردیں اور تمہارا کام بن جائے۔ تُحِبُّ الْعَفْوَ کے بعد آگے ہے فَاعْفُ عَنِّیْ عربی گرامر کے لحاظ سے

[۱۵] مرقاۃ المفاتیح، ۳۲۱/۴، باب لیلۃ القدر، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

فَاعْفُ عَنِّیْ کی ”فا“ فائے تعقیبیہ ہے، مطلب یہ ہوا کہ اے اللہ آپ بندوں کو معاف کرنے کی اپنی محبوب صفت کے ظہور میں ایک سیکنڈ بھی تاخیر نہ کیجیے۔ جیسے کوئی اپنے محبوب شکار میں دیر نہیں کرتا، جلدی شکار کرلیتا ہے تو آپ بھی اپنی صفتِ عفو کے ظہور میں ذرا بھی تاخیر نہ کیجیے تاکہ ہمارا بیڑا جلد پار ہوجائے۔

رمضان کے آخری ایام کی برکتیں بھی سمیٹ لیجیے

آج رمضان کا آخری دن ہے اس لیے چند باتیں عرض کردیں۔ لہٰذا آج کے دن کی قدر کرلیں، زیادہ گپ شپ میں وقت ضایع نہیں کریں، جو معتکف نہیں ہیں انہیں بھی چاہیے کہ آج کا دن غنیمت سمجھ کر وضو وغیرہ کرکے مسجد میں نفلی اعتکاف کی نیت کرلیں، غیر معتکف بھی نفلی اعتکاف کی نیت سے تھوڑی دیر اللہ کے گھر میں بیٹھ جائیں، چاہے آدھے ایک گھنٹہ کے لیے ہی صحیح، رمضان کی برکتوں میں سے جاتے جاتے بھی کچھ لوٹ لیں، شاید رمضان کا یہ آخری دن ہی اللہ کے یہاں قبول ہوجائے اور ہمارا کام بن جائے۔ آج جس نے اللہ سے اللہ کو نہیں مانگا میرے نزدیک اس نے کچھ نہیں مانگا۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے پورے رمضان بھر کی ہماری کوتاہیوں کو، نالائقیوں کو، بدنگاہیوں کو، کانوں کے گناہ، دل کے گناہ، آنکھوں کے گناہ سب کو معاف کردے۔

عیدگاہ میں نفل نماز کی ادائیگی کا مسئلہ

عید کے دن عید کی نماز خواہ مسجد میں ہو یا عیدگاہ میں وہاں کسی قسم کے نفل پڑھنا جائز نہیں ہے، نہ عید کی نماز سے پہلے اور نہ عید کی نماز کے بعد، البتہ جب انسان اپنے گھر پہنچ جائے تو گھر میں نفل پڑھ سکتا ہے۔ لیکن عید کی حرمت اور عیدگاہ کا تقدس اور عید کی عظمت کا حق شریعت نے یہ رکھا ہے کہ عید کی نماز سے پہلے مسجد میں صلوٰۃ الحاجت، صلوٰۃ التوبہ وغیرہ کسی قسم کی نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ ایسے ہی عید کی نماز ہوجانے کے بعد بھی عیدگاہ میں کوئی نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اب اگر کسی کی فجر کی فرض نماز قضاء ہوگئی ہو تو قضاء نماز اپنے گھر میں پڑھ کر عیدگاہ آنا چاہیے۔ اس لیے کہ نماز قضاء کرنا بھی گناہ ہے اور گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔ لہٰذا قضاء عمری ہو یا اس دن کی فجر کی قضاء نماز ہو، اس کو چھپ کر اپنے گھر

میں پڑھ کر آنا چاہیے۔ اس لیے کہ گناہ کا چھپانا اور گناہ پر اپنے لیے گواہ نہ بنانے کا بھی حکم ہے۔ جب انسان سب کے سامنے قضاء نماز پڑھے گا تو لوگوں کو شک ہو گا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے فجر کی نماز قضاء کردی ہے۔ اسی طرح قضاء عمری کا بھی یہی حکم ہے مثلاً فجر اور عصر کے فرضوں کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے تو ان نمازوں کے بعد مسجد میں قضاء عمری ادا کرنے سے بچیں ورنہ لوگوں کو شک ہو گا کہ ابھی تو جماعت سے فجر یا عصر کی نماز پڑھی ہے تو اب یہ کون سی نماز پڑھ رہے ہیں، کہیں قضاء نماز تو ادا نہیں کر رہے ہیں۔ تو جس طرح سے نماز قضاء کرنا گناہ ہے اسی طرح اس گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔

عید گاہ میں مصافحہ و معانقہ سے پرہیز کریں

جب مسلمان کہیں دور سے مثلاً کسی دوسرے شہر سے آئے اس وقت مصافحہ اور معانقہ کرنا سنت ہے۔ لیکن یہاں تو عید کی نماز وخطبہ ختم ہوا تو بس سب معانقہ اور مصافحہ کرنے اور ایک دوسرے کو دبانے میں لگ جاتے ہیں۔ مجھے ایک دفعہ ایک شخص نے بہت زور سے دبایا کہ اگر میں اس سے جان نہیں چھڑاتا تو میری پسلی ٹوٹ جاتی۔ یہ کون سی سنت ہے؟

نماز پڑھتے ہی مصافحہ کرنے کے بارے میں ملا علی قاری مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں اَلْمُصَافَحَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ مَكْرُوْهٌ کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔ مسجد نبوی میں نماز کے بعد ایک صاحب نے مجھ سے مصافحہ کیا، جب میں نے ان کو عربی میں کہا اَلْمُصَافَحَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ مَكْرُوْهٌ تو انہوں نے کہا جزاك الله۔

عید کی نماز کے بعد مصافحہ کرنے کا یہ طریقہ بھی اہلِ بدعت نے ایجاد کیا ہے کہ سلام پھیرتے ہی ہاتھ ملالیا، یہ مصافحہ غیر شرعی ہے، اور اس کی دلیل دینا میرے ذمہ ہے، جن صاحب کو دیکھنا ہو میں ان کو عربی کی کتابوں میں دِکھا سکتا ہوں۔ لہٰذا اس کا خیال رکھیے کہ عید کے دن نماز پڑھنے کے فوراً بعد مصافحہ کرنا صحابہ سے ثابت نہیں ہے اور یہ شریعت کے اندر تحریف ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے آنے والوں سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا ہے۔ ہاں البتہ جب مسجد یا عید گاہ سے چلے گئے مثلاً اب گھر پر کوئی مہمان آئے تو وہاں مصافحہ اور معانقہ دونوں کرنا جائز ہے، مصافحہ بھی کرسکتے ہیں اور اظہارِ خوشی کے لیے

معانقہ بھی کرسکتے ہیں۔ لہٰذا عید گاہ سے جب نکلیے تو سر جھکا کر تیزی سے نکلیے تاکہ کوئی دوست پکڑ نہ لے اور اس بدعت کی چکر بازی میں نہ ڈال دے۔

ایک دفعہ ایک صاحب نے مجھ کو ایسا زور سے دبایا کہ قریب تھا کہ میری پسلی ٹوٹ جاتی۔ میں نے اس کو کہا کہ خدا کے واسطے یہ کیا کر رہے ہو، میری جان لے رہے ہو۔ تو اس نے کہا کہ ہمارے علاقے میں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر اس نے بتایا کہ ایک آدمی نے اپنے دوست کو دبایا اور جب دبا کر چھوڑا تو اس کی روح نکل چکی تھی۔

اس لیے کہتا ہوں کہ مصافحہ یا معانقہ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھو کہ کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچے۔ بعض لوگ جوانی کی طاقت میں مصافحہ کرتے وقت ہاتھ کو زور سے دبا دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم کو جو حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں میں نے اپنی خانقاہ میں بلایا، حضرت یہاں تشریف لائے تو کسی جوان نے ایسے زور سے مصافحہ کیا کہ حضرت کے ہاتھ میں ایک ہفتہ تک درد رہا۔ اور جب میں حضرت سے ملنے گیا تو حضرت نے فرمایا کہ تمہارے نمازی نے اتنی زور سے مصافحہ کیا کہ ابھی تک میرے ہاتھ میں درد ہے۔ یہ کون سا عشق و محبت ہے کہ محبوب کو اذیت پہنچاؤ۔ تو عید گاہ میں یا مسجد کی حدود میں مصافحہ اور معانقہ جائز نہیں، کہیں دور جا کر مثلاً سڑکوں پر مصافحہ اور معانقہ وغیرہ کرلو، اس میں پھر بھی کچھ گنجائش ہے۔ علماء کرام نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اپنے گھروں کے اندر یا سڑکوں پر جہاں چاہیں معانقہ و مصافحہ کرسکتے ہیں، لیکن عید گاہ میں ایسا نہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اضافہ لازم نہ آئے، ورنہ امت یہی سمجھے گی کہ یہ بھی شریعت کا جُز ہے، شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ عمل بھی کیا ہے۔ تو جس عمل سے شریعت میں اضافہ لازم آتا ہو اسی کا نام بدعت ہے۔

ہاں اگر کوئی مہمان کسی دوسرے شہر مثلاً لاہور سے آیا ہے تو اس سے عید کی نماز کے فوراً بعد بھی مصافحہ و معانقہ کرسکتے ہیں لیکن دوسروں کو بتا دیجیے کہ یہ باہر سے آئے ہیں اس لیے ان سے عید کی نماز کے بعد والا مصافحہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ یہ مہمان لاہور سے، فیصل آباد سے یا سندھ سے آئے ہیں اور جو لوگ دوسرے شہر سے آئے ہوں ان سے معانقہ اور مصافحہ کرنا جائز بلکہ مسنون ہے۔

رمضان کے جانے کا افسوس نہیں کرنا چاہیے

جب تراویح ختم ہوئی، اعتکاف ختم ہوا تو بس آج سے سال بھر کی چھٹی، جب تک اعتکاف میں بندھے ہوئے ہو تو اس میں بندھے رہو اور جب کھل جاؤ تو کودتے ہوئے خوش خوش جاؤ، اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند آتی ہے۔ اس لیے دوستو! جب رمضان ختم ہو تو ہائے ہائے مت کرو، جب اعتکاف سے باہر نکلو تو خوشی سے کودتے ہوئے جاؤ، جیسے چھوٹے بچے کودتے ہیں اور اللہ سے دعا کرو کہ اللہ پاک ہمارے اعتکاف کو قبول فرمالے، اس کا شکریہ ادا کرو کہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے رمضان خیریت سے گزارا اور عید کی خوشیاں عطا فرمائیں۔ یہ کیا کہ بیٹھے افسوس کررہے ہیں کہ ہائے رمضان چلے گئے، ہائے رمضان چلے گئے۔ جب اللہ خوشی دینا چاہیں تو خوشی مناؤ اور جب اپنے کسی حکم سے باندھ دیں تو بندھے رہو۔ جیسے ایک شخص کو کسی نے باندھ دیا، اس کے بعد کھول دیا پھر بھی وہ ویسے ہی بیٹھا ہوا ہے تو یہ بے وقوف ہے یا نہیں؟ اسے ایک ڈنڈا لگے گا کہ اب کھول دیا ہے تو میرا شکریہ کیوں نہیں ادا کرتا

چوں بہ بندد بستہ او شکستہ باش
چوں کشاید چابک و برجستہ باش

جب اللہ میاں باندھ دیں تو بندھے پڑے رہو اور جب رسی کھول دیں تو خوب خوشیاں مناؤ۔ ایک فقیر درویش نے اپنے سالن میں پانی ڈال دیا اور کہا کہ اس کو بے مزہ کروں گا تاکہ نفس کو سزا ملے۔ ایک عارف اللہ والا تھا اس نے کہا کہ یہ نادان صوفی ہے، اگر یہ اللہ کا عارف ہوتا تو مزے دار سالن کھا کر ہر لقمہ پر اللہ کا شکر ادا کرتا، اب یہ ظالم شکر کیا ادا کرے گا، زبردستی لقمے نگلے گا، اب اس کی زبان سے اللہ کا شکر نہیں نکلے گا۔ اللہ کی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا بھی عبادت ہے اور یہ ظالم اس عبادت سے محروم ہوگیا۔ عارفین کی صحبت سے اللہ تعالیٰ اپنی معرفت بھی عطا فرماتے ہیں۔

رمضان کا جوش عارضی ثابت نہ ہو

ہمارے یہ رمضانی نمازی اور ہمارا یہ رمضانی جوش وخروش سارا سال باقی رہے۔ ورنہ کتنے لوگ ایسے ہیں جو عید کا چاند دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے عید مناتے ہیں۔

مہینہ بھر تو حلال نعمتوں سے بھی رُکے رہے مگر جس دن چاند دیکھا اس دن اتنی خباثتیں کیں کہ سینما کے باہر لمبی لمبی لائنیں لگی ہوئی ہیں، وی سی آر، ٹی وی اور جتنے گندے کاموں سے مہینہ بھر رُکے ہوئے تھے چاند دیکھتے ہی دوبارہ شروع کردیئے۔ اس کی مثال اس بلی کی طرح ہے جو ایک دم ناخن کھول لیتی ہے۔ بلی اپنے ناخن پنجوں کے اندر رکھتی ہے، معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس کے ناخن بھی ہیں، لیکن جب غصّے میں آتی ہے تو اپنے ناخن باہر نکال لیتی ہے اور اس کے ناخن اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ جس کا چاہے منہ نوچ لے۔ ایسا ہی حال نفس کا ہے، اس کو ذرا سا ڈھیلا چھوڑا تو سمجھ لو کہ خیریت نہیں ہے اور جب نفس ڈھیلا ہو جاتا ہے تو اس پر اللہ کے قہر وغضب کے ڈھیلے برستے ہیں یعنی ذلت کی مار ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

تو اس مبارک مہینے میں عہد کرلیجیے کہ جیسے رمضان کے مہینے میں ہم تقویٰ سے رہے ویسے ہی سارا سال بھی ہم تقویٰ سے رہیں گے، جیسے آج مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ سارا سال نمازیوں سے بھری رہیں، جیسے رمضان کے مہینے میں مسجدوں میں مجمع ہوتا ہے، اللہ ایسا مجمع پورا سال رکھے، اور اس مہینے میں عبادت کی جتنی توفیق عطا ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے ہم سب کو ایسا ہی عابد، زاہد، پرہیزگار اور اللہ والا بنادے۔

اب دعا کیجیے کہ یا اللہ رمضان کی برکت سے اور صالحین جو اس وقت یہاں جمع ہیں ان کی برکت سے ہم سب کو اللہ والی زندگی عطا فرمادیجیے اور توفیق توبہ نصیب فرمادیجیے، اے خدا! اپنی ایسی محبت دے دیجیے، ایسی ہمت اور ایسا ایمان اور ایسا یقین نصیب فرمادیجیے اور ہماری جان کو اپنی اس ذات پاک کے ساتھ اس طرح چپٹا لیجیے کہ ہم ایک سانس بھی آپ کو ناراض نہ کریں اور ایک سانس کے لیے بھی آپ سے غفلت میں مبتلا نہ ہوں، ہماری پوری زندگی اور دن اور رات آپ پر فدا ہوجائیں، اللہ والی زندگی اور اپنی رضا کی حیات ہم سب کو نصیب فرمائیے۔ اے اللہ! آپ ہم سب سے خوش ہوجائیے اور ہمارے بزرگوں کو بھی ہم سے خوش رکھیے، ہمارے مشایخ کو بھی ہم سے خوش رکھیے، ہمارے مرشد کو بھی ہم سے خوش رکھیے۔

یا اللہ اس مجمع کو قبول فرمائیے، یا اللہ مبارک مہینہ ہے، یا اللہ ہم سب بندے آپ کے نام پر روزہ رکھے ہوئے ہیں، آپ کے نام پر یہاں جمع ہیں، دور دور سے آئے ہوئے ہیں،

ہمارے ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں، آپ کریم ہیں اور کریم کی شان یہ ہے کہ ہمارے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو محروم واپس نہ کرے۔ یا اللہ ہماری دنیا بھی بنا دیجیے اور آخرت بھی بنا دیجیے، ہم کو، ہمارے رشتے داروں کو، ہمارے دوستوں کو سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ زندہ رکھیے اور سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے اور قیامت کے دن بے حساب مغفرت فرما دیجیے۔ یا اللہ! جمعہ کے دن کی موت نصیب فرمائیے، جب بھی آپ ہم کو موت دیجیے جمعہ کے دن موت دیجیے کیوں کہ آپ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ نبوت سے بشارت ہے کہ جس کو جمعہ کے دن یا رات میں موت آئے گی اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا، قیامت کے دن بھی اس کا حساب نہیں ہوگا اور اس کو شہیدوں کا درجہ ملے گا، اے اللہ! یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے، یہ کرم تو آپ کی رحمت سے متعلق ہے لہٰذا اے اللہ! جب بھی ہمارا وقتِ آخر آئے اپنی رحمت سے ہمیں جمعہ کے دن کی موت نصیب فرمائیے۔ اے اللہ! اس مبارک مہینے کو تقویٰ کے ساتھ اس طرح گزارنے کی توفیق دے دیجیے کہ ہم سے ایک گناہ بھی نہ ہو۔ اور اے اللہ! ہماری تراویح کو قبول فرمائیے، روزہ کو قبول فرمائیے، اعتکاف کرنے والوں کا اعتکاف قبول فرمائیے۔ اے اللہ بن مانگے سب کچھ عطا فرما دیجیے۔ اذان ہونے والی ہے، اس لیے زیادہ دعا مانگنے کا وقت نہیں ہے لیکن ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سکھایا تھا کہ جب وقت نہ ہو یا تھک جاؤ تو اللہ سے کہہ دو کہ یا اللہ اتنا تو میں نے مانگ لیا ہے اب آپ بغیر مانگے سب کچھ عطا کر دیجیے۔ زمین و آسمان کے خزانے جن سے آپ اور آپ کی ذات بے نیاز ہے، ہم سب پر برسا دیجیے اور شکر گزاری بھی نصیب فرمائیے۔ کبر اور بڑائی کا نشہ بھی نہ آئے اور دِکھلاوا بھی نہ ہو اور ہم سب کو اخلاص بھی عطا فرما دیجیے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

❁❁❁❁

زیرِ نظر کتاب حضرت والا کے مختلف بیانات سے اخذ کیے گئے ارشادات کا مجموعہ ہے جو رمضان المبارک کے مختلف احکامات سے متعلق ہے مثلاً روزہ، تراویح، اعتکاف، رمضان میں کثرت سے کرنے والے اعمال، فرضیت روزہ کا مقصد یعنی تقویٰ کا حصول اور شب قدر میں کی جانے والی مسنون دعا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سکھائی ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح محبت اور جذبہ شفقت سے امت کو شریعت وسنت کے مطابق رمضان المبارک گزارنے کی ترغیب دی ہے، حضرت والا کے اس سادہ اور پُراثر انداز کی مثال نہیں ملتی۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری